ہیں۔ مسلم عوام بھی ایسی تبدیلی چاہتے ہیں جس میں ان کو عدل و انصاف ملے اور استحصال و انحطاط سے نجات پائیں۔ اگر اسلامی تحریکیں زمامِ قیادت ہاتھ میں لے لیتی ہیں تو اسلام کا زرّیں عہد واپس آ سکتا ہے اور دنیا علم و فن کے عروج کے ساتھ ساتھ اسلام کی برکات سے بڑی تیزی سے بہرہ مند ہو سکتی ہے۔ سقوطِ کمیونزم کے بعد اب انسانیت ایسے ہی عہد کی تلاش میں ہے۔ اس چیز کا تصور مغربی طاقتوں کے ذہنوں پر کابوس بن کر سوار ہو چکا ہے اور وہ جھنجھلاہٹ میں ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے تو رواں صدی کے آغاز میں کہا تھا:

پردہ اٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

اور اب اسلامی تحریکوں کی جدوجہد سے "چہرۂ افکار" سے پردہ اٹھ چکا ہے اور مغرب انھیں دیکھ کر بدحواسی میں مبتلا ہو چکا ہے۔

تحریکوں کی فکری و سیاسی پیش رفت گو ابھی قابلِ لحاظ نہیں ہے، لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ ایک وسیع اور ہمہ گیر تبدیلی عالمِ اسلام کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ انسانی نظریات ایک ایک کر کے شکست و ریخت کی نذر ہو رہے ہیں۔ مسلمان حکمران اور ان کے حواری اپنی افادیت کھو چکے ہیں، بلکہ عوام کی نفرت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ان کی شان و شوکت کے اسباب داخلی نہیں خارجی ہیں۔ نہ فیصلے ان کے ہاتھ میں ہیں اور نہ وہ اپنی مرضی کے مالک رہے ہیں۔ گویا ایک آتش فشاں ہے، جو کسی وقت بھی دھماکہ خیز ہو سکتا ہے۔ ریاستی تشدد اور دباؤ کے ذریعے عوامی امنگوں کو بوتل کے اندر بند رکھنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

الجزائر میں

اسلامی تحریکوں کا سیاسی قد گو پرکشش نہیں، مگر اطمینان بخش ضرور ہے۔ الجزائر کو لیجیے۔ وہاں دسمبر ۱۹۹۲ میں عین جمہوری طریقے سے اور الجزائری عوام کی بھرپور حمایت کے ساتھ اسلامک سالویشن فرنٹ پارلیمانی انتخاب کے پہلے مرحلے میں سترّ فیصد سے زاید نشستیں حاصل کر لیتا ہے اور اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ ۲۰ روز کے بعد انتخاب کا دوسرا راؤنڈ بہت بڑے تناسب کے ساتھ جیتے گا۔ اسلامک سالویشن فرنٹ کا سربراہ ڈاکٹر عباس مدنی اور اس کے تمام ساتھی کئی ماہ سے جیل میں ہیں۔ مگر یہ نتیجہ سنتے ہی مغرب میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ عرب حکمران